باب سوم

موضوعاتی مطالعہ

(الف) ایمانیات اور عبادات

۱۔ عبادت

مقاصد تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

☆ عبادت کے مفہوم کی وضاحت کر سکیں گے۔ ☆ اسلام کے تصورِ عبادت کو جان سکیں گے۔

☆ عبادت کی اہمیت اور افادیت کو اُجاگر کر سکیں گے۔

عبادت...... معنی و مفہوم

عبادت عربی زبان کے لفظ ''عبد'' سے نکلا ہے جس کے معنی بندگی و غلامی اور اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔ اس اعتبار سے عبادت ''بندگی'' کو کہا جاتا ہے۔ یعنی جب ایک بندہ اپنے حقیقی رب کی اطاعت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اسے اپنا مالک اور آقا مانتے ہوئے اس کے ہر حکم پر چلتا ہے اس کا تابع اور فرماں بردار ہو جاتا ہے' اس کے سامنے اس کی حیثیت ایک غلام کی سی ہوتی ہے جو اپنے رب کا پرستار اور پجاری بن جاتا ہے اور اس کے ساتھ نہ چھوٹنے والا ایک مضبوط رشتہ قائم کر کے ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے اس کے مالک و خالق کی حقیقی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے، عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (سورۃ الذّٰریٰت۔۵۶:۵۱)

ترجمہ:۔ ''ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت (بندگی) کے لئے پیدا کیا ہے''۔

اسلام نے بتایا کہ عبادت کا مفہوم پوجا پاٹ اور محض رسمیں ادا کر لینا ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک جامع لفظ ہے۔ اس میں وہ تمام ظاہری اور باطنی اعمال و اقوال شامل ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور جو اس کی خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' سچائی' حق گوئی' امانت و دیانت' ایفائے عہد' مخلوقِ خدا کے ساتھ ہمدردانہ سلوک' حقوق العباد کی ادائیگی' نیکی کی تلقین' بدی سے پرہیز' انصاف' اخلاص' صبر و تحمل وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت قلب انسانی کی عاجزی اور نیازمندی کی وہ انتہائی کیفیت ہے جو اس کے ظاہری و باطنی اعضاء کے ذریعے اس کے فکر و عمل کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے سانچے میں اس طرح ڈھال دے کہ اس کا کوئی قدم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے خلاف نہ اٹھے۔ جس کا اظہار حضور اکرم ﷺ نے واقعہ معراج پر کیا۔ آپ ﷺ نے پروردگار کے سامنے اپنی

عاجزی کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ ؕ

ترجمہ:۔ ''تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں''

اسلامی نقطہ نظر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت یہی نہیں کہ مخصوص رسوم کے ذریعے اس کے آگے اظہار عاجزی و بندگی کر لیا جائے بلکہ معاشرت و معیشت، تجارت و زراعت، تہذیب و اخلاق، حکومت و سیاست، غرض دنیا کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور اپنی خواہشات کو نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنا عبادت ہے۔

اسلام اور عبادت

اسلام کا تصورِ عبادت یہ ہے کہ انسان کی ساری زندگی اللہ کی بندگی میں بسر ہو انسان اپنے آپ کو دائمی اور ہمہ وقتی ملازم سمجھے اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ کی عبادت سے خالی نہ ہو اس دنیا میں وہ جو کچھ بھی کرے اللہ کی شریعت کے مطابق کرے۔ اس کا سونا، جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، غرض کہ سب کچھ اللہ کی پابندی میں ہو۔ اللہ نے جو خدمات اس کے سپرد کی ہیں اور زندگی کے جو فرائض اس پر عائد کئے ہیں ان سب کا بار اس کا نفس پوری رضامندی کے ساتھ اٹھائے اور ان کو اس طریقے سے ادا کرے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے اس کی راہنمائی کی ہے۔ وہ ہر وقت اور ہر کام میں اللہ کے سامنے اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور یقین کرے کہ اسے اپنی ایک ایک حرکت کا جواب دینا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام انسان کی پوری دنیاوی زندگی کو عبادت میں تبدیل کر دینا چاہتا ہے۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ آدمی کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی اللہ کی عبادت سے خالی نہ ہو۔ پس بندے کا ہر وہ فعل اور عمل جس سے وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتا ہے عبادت کے زمرے میں آتا ہے بشرطیکہ شریعت وسنت کے مطابق ہو یعنی ہر کام اور ہر بات بشرط اخلاص واحسان عبادت ہے

اہمیت و افادیت

دینِ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی بنیادی عبادتیں فرض کی ہیں۔ ان کو عبادات کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بس عبادات یہی ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اصلی اور براہ راست عبادتیں ہیں، جبکہ باقی افعال جیسے تجارت، سیاست و حکومت، ملازمت اور معاشرت وغیرہ بشرط اخلاص و احسان بالواسطہ عبادتیں ہیں، اور ان دونوں کا مجموعہ تخلیق انسان کا مقصد ہے۔ اسی لئے اسلام میں ایمان یا عقیدے کی درستگی کے بعد سب سے پہلے عبادات پر زور دیا گیا ہے۔

عبادات ''اللہ کے ساتھ براہ راست ربط اور تعلق'' کی ایک عملی صورت ہونے کے باعث بذاتِ خود مقصد اور نصب العین ہیں ہاں اسلام کے باقی احکام وقوانین پر عمل کے لئے آمادہ کرنے اور ان کی روح کو سمجھنے کے لئے تربیت کا ایک ''ذریعہ'' بھی ہیں۔ قرنِ اول کے مسلمانوں کو ان عقائد اور عبادات نے ہی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ اللہ پر ایمان اور اس کے ساتھ ربط (بذریعہ

عبادت) نے تمام مشکلات کو ان کی نظر میں ہیچ کر دیا' بڑی سے بڑی قربانی دینا' ان کے لئے آسان ہو گیا اور وہ ایمان اور عبادت کی روح سے آشنا ہو گئے۔ ان کی زندگیاں' ان کے عقائد اور عبادات کے نتائج کی منہ بولتی تصویریں تھیں۔ وہ نہ دنیا سے لاتعلق تھے' نہ آخرت سے غافل۔ وہ عبادات کے احکام' ان کی ظاہری شکل وصورت' ان کی کیفیت اور ہیئت سے بھی واقف تھے اور عبادات کے معنی' مقصد اور اس کی روح اور حقیقت سے بھی۔

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر تحریر کریں۔

(i عبادت کا معنی ومفہوم بیان کریں۔

(ii اسلام میں عبادت کسے کہتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

(iii عبادت کی اہمیت وافادیت بیان کریں۔

2۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(i عبادت .... زبان کے لفظ .... سے نکلا ہے۔

(ii عبد کا مطلب .... اور عبادت کا مطلب .... ہے۔

(iii بندے کی حیثیت اپنے آقا کے سامنے .... سی ہوتی ہے۔

(iv ہم نے .... اور .... کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

(v .... انسانوں کی خوشامد، نذر و نیاز اور ہمدردی کا مطلب نہیں ہے۔

(vi کچھ افراد دین اور دنیا کو ایک دوسرے کی .... سمجھتے ہیں۔

(vii عبادت ایک .... لفظ ہے۔

3۔ درست اور غلط جملوں کی وضاحت کریں۔

(i دینِ اسلام انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔

(ii اسلام دینِ فطرت ہے۔

(iii عبادت سے مراد پوجا پاٹ ہے۔

(iv دنیاوی زندگی سے کٹ کر خدا سے لو لگانا سب سے بڑی عبادت ہے۔

(v انسان کی نجات اس بات میں ہے کہ وہ دنیا کو چھوڑ کر صرف آخرت کی فکر کرے۔

(vi دینِ اسلام نے دنیا کو عبادت کا ایک نیا نظریہ دیا۔

(vii دنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں چھپ کر بیٹھ جانے کو اسلام عبادت کہتا ہے۔

4۔ مختصر جوابات تحریر کریں۔

(i اسلام میں عبادت کسے کہتا ہے؟

(ii اسلام انسان کی زندگی کے ایک ایک لمحے کو عبادت میں تبدیل کیوں کرنا چاہتا ہے؟

(iii کیا صرف بنیادی عبادات (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) انسان کی تخلیق کا مقصد ہے؟

(iv وَمَا خَلَقْتُ الجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ قرآن کی اس آیت کا ترجمہ لکھیں۔

(v اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس بات کا مختصر مطلب بیان کریں۔

۲۔ جہاد

مقاصدِ تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ بتا سکیں کہ:

☆ جہاد کے معنی کیا ہیں۔ ☆ جہاد کی کتنی اقسام ہیں۔ ☆ جہاد کی فضیلت اور اہمیت کیا ہے۔

عبادت ...... معنی

جہاد

جہاد کے معنی ہیں کوشش، سعی اور سخت محنت کرنا، اسلامی اصطلاح میں جہاد سے مراد ایسی کوشش اور جدوجہد ہے جس کا مقصد خدا کے کلمہ کی سربلندی، اسلام کا غلبہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا کی راہ کا مجاہد وہ شخص ہے جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔ اسی لئے ایسی جنگ کو بطورِ خاص جہاد کا نام دیا گیا ہے جو ان دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑی جائے جو اسلام کا راستہ روکنا چاہیں یا مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو پر حملہ آور ہوں۔ جہاد دینِ اسلام میں ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کی پہچان ان لفظوں میں بیان کی ہے کہ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ٥ (سورۃ الحجرات۔۴۹:۱۵)

ترجمہ:۔ ”حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے لوگ ہیں“۔

حضرت محمد ﷺ جس تعلیم اور شریعت کو لیکر آئے وہ محض نظریہ اور فلسفہ نہیں بلکہ سراپا عمل ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں نجات کا ذریعہ گوشہ نشینی، رہبانیت اور فلسفیانہ خیال آرائی نہیں بلکہ ایمان اور ایمان کے مطابق عمل ہے۔ پس دین اسلام میں ہر مثبت فعل کیلئے کی جانے والی کوشش عمل اور جدوجہد جہاد کے معنی میں آتی ہے۔

جہاد کی اقسام

خدا کی راہ میں ہر کوشش جہاد کہلاتی ہے۔ چاہے وہ زبان، قلم، مال اور تلوار سے کی جائے یا کسی اور ذریعے سے، لیکن پانچ قسمیں زیادہ اہم ہیں:

۱۔ جہاد بالنفس ۲۔ جہاد بالمال ۳۔ جہاد بالسیف

۴۔ جہاد بالقلم ۵۔ جہاد باللسان

۱۔ جہاد بالنفس

جہاد بالنفس کو جہادِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کو اطاعتِ الٰہی سے روکنے والی پہلی قوت انسان کی اپنی خواہشات ہیں جو ہر وقت اس کے دل میں موجزن رہتی ہیں اور ان کی سرکوبی کے لئے ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا ہے۔ یہ جہاد کا وہ مرحلہ ہے جسے سر کئے بغیر انسان جہاد کے کسی بھی میدان میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ (صحیح مسلم)

ترجمہ:۔ ''مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے''۔

۲۔ جہاد بالمال

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا تاکہ خدا کا کلمہ دین بلند ہو۔ اسلام کو غلبہ نصیب ہو اور دشمنانِ اسلام ناکام ہوں' اسے مال کا جہاد کہتے ہیں۔ یعنی جب دشمنانِ خدا کے ساتھ میدانِ جنگ میں مقابلہ ہو رہا ہو تو مجاہدین کی اسلحہ اور سامان اور نقد روپیہ سے مدد کرنا تاکہ جہاد میں کامیابی حاصل ہو۔ قرآن پاک میں مالی جہاد کی ترغیب وتاکید کے متعلق بکثرت آیات موجود ہیں۔ سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (سورۃ التوبہ......۹:۴۱)

ترجمہ:۔ ''اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ذریعے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو''۔

۳۔ جہاد بالسیف

میدانِ جنگ میں جو جہاد کیا جائے اُسے جہاد بالسیف یعنی تلوار اور ہتھیار کا جہاد کہتے ہیں۔ اس جہاد میں دشمن کا مقابلہ تلوار اور ہتھیار کی طاقت سے کیا جاتا ہے۔ جو آدمی اس میں لڑتا ہے وہ غازی کہلاتا ہے اور جو جان دے دیتا ہے شہید کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہید کا درجہ بہت بلند کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o (سورۃ آلِ عمران ۔۳:۲۰۰)

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والو! مشکلات میں ثابت قدم رہو اور مقابلے میں مضبوطی دکھاؤ اور ڈٹے رہو۔ اور خدا سے ڈرو شاید کہ تم مراد کو پہنچو''۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ترجمہ:۔ ''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو اسے دل سے برا سمجھے''۔ (صحیح مسلم۔حدیث ۴۹)

۴۔ جہاد بالقلم

جہاد کی ایک اور قسم جہاد بالقلم یا جہاد بالعلم ہے۔ دنیا کا تمام شروفساد جہالت کا نتیجہ ہے۔ اس کا دور کرنا ہر طالبِ حق کے لئے ضروری ہے۔ ایک انسان کے پاس اگر عقل، علم اور دانش کی روشنی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس سے دوسرے تاریک دلوں کو فائدہ پہنچائے۔ تلوار کی طاقت سے وہ طمانیت پیدا نہیں ہو سکتی جو دلیل و برہان کی قوت سے لوگوں کے سینوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُؕ (سورۃ النحل۔۱۶:۱۲۵)

ترجمہ:۔ ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے''۔

جہاد کی ان اقسام کے علاوہ ہر نیک کام اور ہر فرض کی ادائیگی میں اپنی جان و مال اور دماغ کی قوتوں کو صرف کرنے کا نام بھی اسلام میں جہاد ہے۔

۵۔ جہاد باللسان

زبان کے ذریعے جہاد کو جہاد باللسان کہا جاتا ہے۔ اس دور میں اس کی بہت ضرورت ہے۔ مثلاً زبانی طور پر اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا اور تقریروں، لیکچروں، خطبات جمعہ، خطبات عیدین، درسِ قرآن و حدیث، سیمیناروں کے ذریعے اسلام کی خوبیوں کو عام کرنا، لسانی جہاد کا حصہ ہے۔ معاشرتی اور حکومتی سطح پر ہونے والی برائیوں کے خلاف زبان کھولنا آسان کام نہیں اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا ''سب سے افضل جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے''۔

جہاد کی فضیلت

جہاد اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی طرح ایک اہم رکن ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اسلام میں جہاد ایک بڑی عبادت اور افضل عمل ہے۔ یہ خدا اور رسول کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل ہے۔ قرآن و حدیث کی رُو سے جہاد کا بدلہ جنت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس شخص کے پاؤں خدا کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوئے۔ انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام کا سفر دنیا و مافیہا کی نعمتوں سے بڑھ کر ہے''۔ جہاد کرتے ہوئے جان دینا شہادت ہے اور شہید کو اللہ تعالیٰ نے مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔ حکمِ خداوندی ہے ''جو لوگ جہاد کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ البتہ تمہیں

ان کی زندگی کا احساس نہیں''۔ خدا کی راہ میں شہادت کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ حضور ﷺ شہادت کی آرزو کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ''میری آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں۔ اس کے بعد بھی زندگی ملے تو اسے بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دوں''۔

جہاد کی اہمیت

جہاد کی اہمیت کو جنگ اور جہاد کے فرق سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

جنگ جبر کا نام ہے۔ سفاک رویوں اور وحشیانہ اقدامات کا نام ہے۔ تباہی بے امنی خوف و دہشت' بے رحمی' خونریزی جنگ کے نتائج ہیں۔ اس کا مقصد صرف اقتدار کا حصول، دشمنوں کو نیچا دکھانا، بدلہ اور انتقام لینا' قابض ہو جانا، اپنی طاقت کا سکہ بٹھانا ہے جبکہ حق کی سربلندی کے لئے جنگ میں کودنا' فساد کے خاتمے کے لئے سر پر کفن باندھنا' ظلم اور ظالم کے خلاف آواز اٹھانا جہاد ہے۔ اگرچہ سب معاملات میں اسلام تحمل' بردباری اور رواداری کی تعلیم دیتا ہے لیکن اسلام نے مسلمانوں کو کسی ایسے حملے کو برداشت کرنے کی تعلیم نہیں دی جو اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں پر اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام مسلط کرنے کے لئے کیا جائے۔ اسلام نے سختی کے ساتھ حکم دیا ہے کہ جو کوئی تمہارے حقوق چھیننے کی کوشش کرے' تم پر ظلم کرے' تمہاری جائز ملکیتوں سے تم کو بے دخل کرے' تم سے ایمان و ضمیر کی آزادی سلب کرے' تمہارے اجتماعی نظام کو درہم برہم کرنا چاہے اور محض اس وجہ سے درپے آزار ہو کہ تم مسلمان ہو تو اس کے مقابلے میں ہرگز کمزوری نہ دکھاؤ اور اپنی پوری طاقت اس کے ظلم کو روکنے میں صرف کر دو اسی کا نام جہاد ہے جو انتہائی اعلیٰ مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔

جہاد کی اہمیت کو نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی اس حدیث پاک کی روشنی میں بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ ارشادِ پاک ہے:

''ایک دن اور ایک رات جہاد میں بسر کرنا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادات سے بہتر عبادت ہے''۔

(صحیح مسلم' کتاب الامارۃ' ح۔۱۹۱۳)

یعنی ملک کی سرحد کی حفاظت و نگرانی میں ایک دن اور ایک رات بسر کرنا ایک مہینے کے روزے اور نفلی عبادات سے بہتر ہے۔

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر لکھیں۔

i) جہاد کے معنی اور مفہوم بیان کیجئے۔

(ii قرآن و حدیث کی روشنی میں جہاد کی اقسام بیان کیجئے۔

(iii جنگ اور جہاد کا فرق بیان کرتے ہوئے جہاد کی اہمیت بیان کیجئے۔

2۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(i جہاد کا لفظ................. سے نکلا ہے۔

(ii مومن اپنی.................اور................. سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

(iii دین اسلام میں ہر.................فعل کے لئے کی جانے والی کوشش اور عمل جہاد کہلاتا ہے۔

(iv جہاد.................کو جہادِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔

(v اے ایمان والو! مشکلات میں............ رہو اور مقابلے میں............ دکھاؤ اور............ رہو۔

(vi جہاد بالقلم کو جہاد.................بھی کہا جاتا ہے۔

(vii جہاد سے.................کا خاتمہ ہوتا ہے۔

(viii جہد کے معنی.................اور................. کے ہیں۔

3۔ درست اور غلط فقرات کی نشاندہی کیجئے۔

(i جہاد دینِ اسلام میں ایک بہت بڑی عبادت ہے۔

(ii حضرت محمد ﷺ جس تعلیم اور شریعت کو لیکر آئے وہ محض نظریہ اور فلسفہ ہے۔

(iii دینِ اسلام میں ہر نیک کام کے لئے کی گئی کوشش جہاد کے معنی میں آتی ہے۔

(iv بندے کا سب سے بڑا جہاد، جہاد بالسیف ہے۔

(v ''تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اسکی طاقت بھی نہ ہو تو اسے دل سے برا سمجھے''۔

(vi تلوار کی طاقت وہ سب کچھ نہیں کر سکتی جو دلیل و برہان کی قوت کر جاتی ہے۔

(vii دنیا کا تمام شر و فساد جہالت کا نتیجہ ہے۔

(viii شریعتِ محمدی ﷺ میں نجات کا ذریعہ گوشہ نشینی اور رہبانیت بتایا گیا ہے۔

(ix جہاد جنگ کی ضد ہے۔

(x دینِ اسلام کمزور مسلمان کو پسند نہیں کرتا ہے۔

4۔ مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) دین اسلام میں جہاد کسے کہتا ہے؟

(ii) آنحضرت ﷺ نے جہادِ اکبر کس جہاد کو کہا ہے؟ اور کیوں؟

(iii) جنگ اور جہاد کا فرق بتائیے۔

(iv) انسان کو اطاعتِ الٰہی سے روکنے والی پہلی قوت کیا ہے؟

(v) سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کیا کیا نشانیاں بتائی ہیں؟

(vi) جہاد کے تین فضائل لکھیں۔

(vii) جہاد کی اہمیت آنحضرت ﷺ کی کسی ایک حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

(viii) آنحضرت ﷺ نے مجاہد کسے قرار دیا ہے؟

(ix) انسان کا سب سے بڑا جہاد کونسا ہے؟

(x) دنیا میں پھیلی ہوئی جہالت اور فساد کا خاتمہ کس طرح سے کیا جا سکتا ہے؟

باب سوم (ب) سیرتِ طَیِّبہ/ اُسْوۂ حَسَنَہ

۱۔ خصائل وشمائل نبوی ﷺ

مقاصد تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء:

☆ خصائل وشمائل نبوی ﷺ کا مفہوم سمجھ سکیں گے۔ ☆ قرآن میں سیرت کی تفصیل جان سکیں گے۔

☆ غریبوں کے ساتھ آپ کا سلوک بیان کر سکیں گے۔ ☆ رشتے داروں اور ہمسایوں کے ساتھ آپ کا سلوک بیان کر سکیں گے۔

تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانیٔ محمد ﷺ

ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

شمائل عربی کا لفظ ہے اور شمیلة کی جمع ہے جس کا معنی ہے خصلتیں، عادات، اطوار، سلوک و اداء اور شکل وصورت اور یہ عموماً عمدہ اطوار و عادات کے لئے بولا جاتا ہے۔ بہترین اوصاف اور کردار کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ شمائل بیان کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی زندگی گزارنے کی تمام اداؤں کا احاطہ کر کے بیان کرنا۔

فضائل عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لفظ فضیلة کا جمع ہے۔ فضیلت، برتری، خوبی، عمدگی اور نیکی وثواب کو کہتے ہیں۔

فضائل میں عموماً کارہائے نمایاں انجام دینے کا تذکرہ ہوتا ہے یعنی کسی شخص کے زندگی کے اس حصے کا تذکرہ کرنا جس میں وہ دوسروں پر برتری اور امتیازی حیثیت حاصل کر چکا ہو۔

سیرت قرآن کے آئینے میں

انسان کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھانے والی آخری کتاب نے آقائے دوجہاں ﷺ کے بارے میں اعلان فرمایا کہ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (سورۃ الاحزاب۔۳۳:۲۱)

ترجمہ۔ ”بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے“۔

اللہ رب العزت نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کو تمام بنی نوع انسان کیلئے نمونہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ہدایت ہی ہدایت ہے۔

آپ ﷺ احمد ہیں جو سب سے زیادہ حمدِ الٰہی کیلئے نغمۂ سخن ہیں۔

آپ ﷺ خدا پرست انسانوں کیلئے مبشر و بشیر ہیں۔

آپ ﷺ نیک و بد دونوں پر شاہد و شہید ہیں۔

آپ ﷺ راہِ حق سے بھٹکے ہوؤں کیلئے ہادی ہیں۔

آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔
آپ ﷺ جہالت کے لئے نور ہیں۔
آپ ﷺ نوع انسانی کے ہر ایک گوشۂ حیات کیلئے رؤف ورحیم ہیں۔
آپ ﷺ صادق الامین ہیں۔
آپ ﷺ کی بعثت عالمگیر ہے لہٰذا آپ ﷺ طٰہٰ ویٰس ہیں۔
آپ ﷺ آسمانِ نبوت کے سراجِ منیر ہیں۔
آپ ﷺ بارگاہ خداوندی میں مصطفٰی ومجتبٰی ہیں۔
آپ ﷺ خاتم النبین ہیں۔

اللہ تبارک وتعالٰی نے قرآن حکیم میں نبی پاک ﷺ کی سیرت کو اپنی زبانی خود بیان فرمایا ہے۔ارشاد باری تعالٰی ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ o (سورۃ الانبیاء۔۲۱:۱۰۷)

ترجمہ۔ ''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے''......

اللہ رب العزت نے آنحضرت ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ نبی پاک ﷺ کی پوری زندگی دوسروں کے لئے رحمت ہی رحمت تھی۔ آپ ﷺ کی رحمت مسلمانوں پر بھی برستی تھی۔مشرکوں اور کافروں کے لئے بھی تھی۔ زندگی بھر آپ ﷺ نے کبھی کسی کو دکھ یا تکلیف نہیں پہنچائی ۔ کبھی کسی کے لئے بددعا نہیں کی۔ خاص کر آپ ﷺ مومنین پر بہت رحیم تھے۔سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے کہ۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْکُمْ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌo (سورۃ التوبہ۔۹:۱۲۸)

ترجمہ۔ ''(مسلمانو!) تمہارے پاس (اللہ کا) ایک رسول ﷺ آ گیا ہے جو تم ہی میں سے ہے تمہارا رنج وکلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہش مند ہے۔ وہ مومنوں کے لئے شفقت رکھنے والا ہے''۔

قرآنِ عزیز کے اس مقام پر اللہ تعالٰی آپ ﷺ کی سیرت کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت سے بے انتہا محبت فرماتے ہیں انہیں کسی بھی تکلیف میں دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ یہ امت سے انتہا درجہ کی محبت اور اخلاص ہے نیز آقا ﷺ کی یہ خواہش ہے کہ ان کی امت ہمیشہ سکون وآرام میں رہے کیونکہ آپ ﷺ شفیق اور اخلاق عظیم کے مالک ہیں ۔
اشاد ربّانی ہے کہ:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍo (سورۃ القلم۔۶۸:۴)

ترجمہ۔ ''بے شک اے محمد ﷺ آپ ﷺ حسن اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہیں''۔

کسی نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور انور ﷺ کے اخلاق کیسے تھے انہوں نے کہا کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے؟ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حضور ﷺ کے اخلاق تھے۔

آنحضرت ﷺ نہایت ملنسار مہربان اور نرم گفتار کرنے والے تھے جب آپ ﷺ بولنا شروع کرتے تو ایسا لگتا کہ منہ سے لفظوں کے بجائے پھول اور موتی جھڑ رہے ہوں۔ یہی نرمی اور محبت بھری گفتار تھی جس کی بناء پر لوگ آپ ﷺ کے گرویدہ ہوجاتے اس پہلو کو اللہ رب العزت نے سورۃ آل عمران میں ان لفظوں میں بیان فرمایا۔

وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ o (سورۃ الِ عمران۔۳:۱۵۹)

ترجمہ۔ ''اور اگر آپ ﷺ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ ﷺ سے دور ہٹ جاتے''۔

آپ ﷺ تمام زندگی لوگوں کو حق کی تعلیم دیتے رہے اس کے لئے آپ ﷺ نے ہر طرح کی تکلیفیں بھی اٹھائیں مگر لوگوں کو سیدھا راستہ دکھانا نہ چھوڑا۔ آپ ﷺ لوگوں کو بُرے کاموں کے انجام سے ڈراتے رہے اور حق کو اختیار کرنے کے انعامات بتاتے رہے۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو بشیر و نذیر کہہ کر پکارا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا o (سورۃ السبا۔۳۴:۲۸)

ترجمہ۔ ''اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے''۔

اس کے علاوہ صبر و تحمل، شکر گزاری، قناعت، شرم و حیاء، سادگی، فیاضی، مہمان نوازی، صداقت، امانت، شجاعت، ملنساری، سخاوت، رواداری، توکل، عدل، انصاف، وعدہ کی پابندی، قول و فعل میں مطابقت، ذہانت، حکمت، خوش مزاجی، استقامت، مساوات، معافی، عجز، انکسار، صفائی و طہارت، تقویٰ یہ تمام خصائل حمیدہ مل کر آپ ﷺ کی سیرت بناتے ہیں۔

آپ ﷺ کی ساری زندگی قرآنِ پاک کی عملی تفسیر تھی اور یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ آپ ﷺ چھوٹے بڑے سب سے محبت کرتے تھے۔ نہایت سخی تھے۔ امکان بھر سب کی درخواست پوری کرتے۔ تمام عمر کسی کے سوال پر ''نہیں'' نہیں کہا۔ خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے۔ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کی شادی ہوئی ان کے پاس ولیمے کا سامان نہ تھا حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ حالانکہ اس آٹے کے سوا شام کے لئے گھر میں کچھ نہ تھا۔ فیاضی اور دنیا کے مال سے لاتعلقی کا یہ عالم کہ گھر میں نقد کی قسم سے کوئی چیز بھی ہوتی تو جب تک وہ خیرات نہ کردی جاتی آپ ﷺ اکثر گھر میں آرام نہ فرماتے۔

غریبوں کے ساتھ آپ ﷺ کا برتاؤ ایسا ہوتا کہ ان کو اپنی غریبی کا احساس نہ ہوتا۔ ان کی مدد فرماتے اور ان کی دل جوئی کرتے۔ اکثر دعا مانگتے تھے کہ خداوند تعالیٰ مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر کر۔ آپ ﷺ مظلوموں کی فریاد سنتے اور انصاف کے ساتھ ان کا حق دلاتے، کمزوروں پر رحم کھاتے، بے کسوں کا سہارا بنتے، مقروضوں کا قرض ادا کرتے۔ آپ ﷺ بیماروں کو تسلی دیتے ان کو دیکھنے جاتے، دوست دشمن مومن و کافر کی اس میں کوئی قید نہ تھی۔ گنہگاروں کو

معاف کرتے، دشمنوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے، جانی دشمنوں پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں سے بدلہ نہیں لیتے ۔ ایک بار ایک شخص نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔ صحابہؓ اس کو گرفتار کر کے سامنے لائے وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ڈر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ڈرو نہیں اگر تم مجھے قتل کرنا چاہتے بھی ہو تو بھی نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ ساری دنیا کیلئے رحمت بن کر آئے تھے اسی لئے کسی کے ساتھ بھی زیادتی اور ناانصافی کو پسند نہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ لوگ جو بے پرواہی برتتے تھے وہ بھی آپ ﷺ کو گوارا نہ تھا۔ آپ ﷺ کی نظر میں امیر غریب سب برابر تھے۔ قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہوئی لوگوں نے حضرت اسامہؓ جن کو آپ ﷺ بہت چاہتے تھے ان سے سفارش کرائی حضور ﷺ نے سب سے فرمایا کہ "تم سے پہلے کی قومیں اسی لئے برباد ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب معمولی آدمی جرم کرتا تو وہ سزا پاتا۔ اللہ کی قسم اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے"۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے مگر آپ ﷺ نے نہ کبھی ڈانٹا نہ مارا نہ یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ آپ ﷺ نے تمام عمر کبھی کسی کو نہ مارا۔

آنحضرت ﷺ نے جب وفات پائی تو حالت یہ تھی کہ آپ ﷺ کی زرّہ تین سیر جو پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی جن کپڑوں میں وفات پائی ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ مزاج مبارک میں سادگی بہت تھی۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، اٹھنے بیٹھنے کسی چیز میں تکلف پسند نہ تھا۔ جو سامنے آجاتا وہ کھالیتے۔ پہننے کے لئے جو موٹا چھوٹا مل جاتا اس کو پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر، جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ صفائی کا خاص خیال رہتا۔ گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے۔ ایک ایک فقرہ الگ ہوتا۔ کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے جو بات ناپسند ہوتی اس کو ٹال دیتے۔ زیادہ تر چپ رہتے۔ بے ضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ ہنسی آتی تو مسکرا دیتے۔ زمانہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ جیسے اوصاف و کمالات اللہ رب العزت نے کسی اور ہستی کو عطا نہیں فرمائے۔ آپ ﷺ پر لاکھوں درود وسلام۔

بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے	دُور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ
حسین ہیں اُن کی سب خصلتیں	دُرود بھیجو اُن پر اور اُنکی آل پر

(شیخ سعدی)

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر لکھیں۔

(i) آنحضرت ﷺ کی سیرت قرآن مجید کے آئینے میں بیان کیجئے۔

(ii) آپ ﷺ کے خصائل وشمائل کو کن الفاظ میں بیان کیا ہے؟ تحریر کریں۔

2۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پر کریں۔

(i) آپ ﷺ اللہ سے بھاگے ہوؤں کیلئے .... ہیں۔

(حق۔ داعی۔ رحمت)

(ii) حضرت ....فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے نہ کبھی ڈانٹا نہ مارا۔

(حضرت علیؓ۔ حضرت زید بن حارثؓ۔ حضرت انسؓ)

(iii) آنحضرت ﷺ نوعِ انسانی کے ہر گوشۂ حیات کیلئے .... ہیں۔

(رؤف رحیم۔ رحمٰن ورحیم۔ صادق اور امین)

(iv) آنحضرت ﷺ اپنے پسندیدہ عمل کو بھی اس لئے ترک فرما دیتے کہ کہیں وہ امت پر ....نہ ہو جائے۔

(واجب۔ ضروری۔ فرض)

(v) قبیلہ ....کی ایک عورت پر چوری کے سلسلے میں آپ ﷺ نے حد جاری فرمائی۔

(اوس۔ مخزوم۔ بنو امیہ)

3۔ اشارہ ڈھونڈیئے۔

(i) صبر وتحمل، شکر گزاری، شرم وحیا، صداقت وامانت اور قول وفعل میں مطابقت۔

(ii) میں نے دس برس حضور ﷺ کی خدمت میں گزارے مگر آپ ﷺ نے کبھی نہ ڈانٹا نہ مارا اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟

(iii) آپ ﷺ کی زرّہ تین سیر جو پر ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔

4۔ مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) آنحضرت ﷺ کا اندازِ گفتگو کیسا تھا؟

(ii) آپ ﷺ کی تعریف میں کیا اشعار کہے گئے؟

(iii) آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کے متعلق حضرت عائشہؓ نے کیا فرمایا تھا؟

(iv) قرآن مجید کی کس سورت میں آنحضرت ﷺ کو رؤف ورحیم کہا گیا ہے اور کیوں کہا گیا ہے؟

۲۔ مناقبِ اہلِ بیت اور صحابہ کرامؓ

(i) مناقبِ اہلِ بیت

مقاصد تدریس

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلباء اس قابل ہو جائینگے کہ:

☆ طلبہ مناقبِ اہل بیت کے بارے میں آگاہی حاصل کرسکیں گے۔

☆ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر گفتگو کرسکیں گے۔ ☆ اہلِ بیت کے نقش قدم پر چلنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ بنی نوع انسان کے سردار اور سب سے اعلیٰ و برتر مقام پر فائز ہیں۔ اس بات کی گواہی آنحضور ﷺ نے خود دی کہ:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلاَ فَخْرَ

یعنی ''میں (محمد ﷺ) تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر جتلانے کی بات نہیں''

لہٰذا آپ ﷺ نے جس خانوادے میں آنکھ کھولی اس کی افضیلت از خود سمجھ میں آجاتی ہے بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہ اصْطَفٰی کَنَانَۃَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کَنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِی هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِی مِنْ بَنِی هَاشِمٍ. (مسلم ۲۲۷۶)

ترجمہ:...... ''اللہ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ اور کنانہ سے قریش اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھے چن لیا ہے۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بہترین قبیلے اور سب سے اعلیٰ کنبے سے مبعوث کئے گئے۔ آپ ﷺ کی شرافت والے پاک اہل بیت اور آپ کے صحابہ کرامؓ تا قیامت خلق خدا کے امام، رہنما اور مقتداء ہیں۔

سرکار دو جہاں ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ: ''میں دو چیزیں تم میں چھوڑ کے جا رہا ہوں ان کی پیروی کرتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت اور میری عترت۔

عترت سے بالاتفاق اہل بیت رسول اور آپ ﷺ کا خاندان مراد ہے۔

اہلِ بیت

دور جاہلیت میں اہل بیت سے مراد بیت اللہ کے باشندے ہوا کرتے تھے لیکن اسلام میں اہلِ بیت سے مراد

رسول اکرم ﷺ کی آلِ پاک ہے۔ آلِ رسول ﷺ یا اہلِ بیت کون ہیں۔

سورۃ احزاب میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (سورۃ الاحزاب ۳۳)

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تم اہلِ بیت سے ناپاکی دور کرنا چاہتا ہے اور تمہیں پوری طرح پاک کرنا چاہتا ہے''۔

آیت مذکورہ میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور امہات المؤمنینؓ مراد ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور ان پر ایک چادر ڈال کر دُعا مانگی کہ:

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا. (ترمذی)

ترجمہ: ''اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ ان سے گندگی کو دور فرما۔ اور انہیں پاک کردے''۔

آیت مذکورہ اور احادیث کی روشنی میں مفسرین اور اہلِ علم نے ہاشم کی ساری مومن اولاد جن پر صدقہ حرام ہے اہلِ بیت قرار دیا ہے۔

اہلِ بیت کی تین اقسام ہیں:

ا۔ اہلِ بیت نسب

اس میں ہاشم کی وہ تمام اولاد داخل ہے جن کو ایمان کی سعادت حاصل ہوئی۔ مثلاً

الف) حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت اُمِ ہانیؓ، حضرت جعفرؓ، حضرت علیؓ اور ان سب کی اولاد۔

ب) حضرت نوفلؓ، حضرت ربیعہؓ، حضرت مفیدہؓ (ابوسفیان)، عبدالمطلب بن ربیعہؓ

ج) حضرت کی مومنہ پھوپھیاں: حضرت صفیہؓ، حضرت اروئیؓ، حضرت عاتکہؓ، حضرت عقبہؓ، حضرت معتبؓ اور درّہؓ،

۲۔ اہلِ بیت سُکنیٰ

اس میں آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہراتؓ اور امہات المؤمنینؓ شامل ہیں۔ یہاں چند امہات المؤمنین کا تذکرہ مختصر طور پر ہوگا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

آپؓ کا نام خدیجہ، کنیت اُمِّ ہند اور لقب طاہرہ تھا، والد کا نام خویلد تھا، قبیلہ قریش سے تعلق تھا اور مکہ کے بڑے مالدار تاجر تھے۔ آپ بچپن ہی سے نہایت شریف النفس اور نیک طبع تھیں۔ والد کی وفات کے بعد اپنی خاندانی تجارت کو خود سنبھالا۔ حضرت خدیجہؓ کو حضرت محمد ﷺ کی صفاتِ حمیدہ اور اخلاقِ عالیہ کا علم تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کو اپنا مالِ تجارت دے کر اپنے غلام میسرہ کو ساتھ روانہ کر کے بلادِ شام روانہ کیا۔ اپنے غلام میسرہ کی زبانی حالات سفر اور حاصل ہونے والے منافع کی تفصیلات

کا علم ہوا تو آپ ﷺ سے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ اور ابوطالبؓ کے مشورے کے بعد اسے قبول فرمایا۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے پندرہ سال بعد آپ ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو آپؓ نے نہ صرف یہ کہ فوراً ایمان لا کر آپ ﷺ کی تصدیق فرمائی بلکہ عمر بھر آپ ﷺ کی بڑی مددگار بنی رہیں اور شعب ابی طالب میں محصوری کے تین سال کے طویل عرصے میں آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔

حضرت خدیجہ کے فضائل

(الف) اپنی ساری دولت اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دی۔

(ب) متعدد غلام آزاد کرا لئے۔

(ج) ابوہریرہؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔

۱۔ حضرت مریم بنت عمران ۲۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون

۳۔ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد ۴۔ حضرت فاطمہؓ بنت محمد ﷺ

آپؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ بہت افسردہ تھے اور فرماتے تھے کہ خدیجہؓ مجھ پر اس وقت ایمان لائی جب تمام لوگ میری نبوت سے انکاری تھے۔ میری اس وقت تصدیق فرمائی جب سب مجھے جھٹلا رہے تھے۔ انہوں نے میری مالی مدد فرمائی اور اللہ نے مجھے ان کے بطن سے اولاد عنایت فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ سے آپ ﷺ کے چھ بچے پیدا ہوئے جن میں دو صاحبزادے قاسم اور عبداللہ جبکہ چار صاحب زادیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ اُم کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ۔

ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کے پاس برتن میں کچھ لا رہی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کا اور میرا سلام ان تک پہنچا دیجئے۔

سیدہ حضرت سودہؓ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ نے نبوت کے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا تھا۔ سیدہ عائشہؓ اور سیدہ سودہؓ کے نکاح کی مدت میں زیادہ فرق نہیں لیکن سیدہ عائشہؓ سے عمر میں بڑی تھیں اس لئے گھریلو معاملات میں مشورہ دیتی اور معاونت فرماتیں۔ نہایت سخی اور ممتاز اخلاق کی مالک تھیں، اپنی ظرافت اور پاکیزہ مذاق کے ذریعے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کو محظوظ فرماتی اور اپنے باری کا دن حضرت عائشہؓ کو وقف کیا تھا۔

حضرت عائشہؓ

آپؓ کا نام عائشہ اور لقب صدیقہ اور حمیرا، کنیت اُم عبداللہ تھی۔ آپؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی چہیتی صاحبزادی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں آپ ہی کنواری تھیں اور اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو دو مرتبہ خواب میں سیدہ عائشہؓ سے نکاح

کرنے کا اشارہ ملا۔ آپؓ کی مہر 500 درہم مقرر تھی اور نو سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ سیدہ عائشہؓ فطری طور پر نہایت بہادر اور دلیر تھیں۔ غزوۂ اُحد میں مدینہ سے میدان اُحد پہنچیں اور رسول اللہ ﷺ کے زخم دھوئے۔ زخمی غازیوں کو پانی پلانے کے لئے کمر پر مشکیزہ رکھ کر حالت اضطراب میں دلیری سے مشکیزہ بھر بھر کر لاتی تھیں۔

واقعہ افک کے سلسلے میں آیت براءت کا نزول آپؓ کی فضیلت اور عظیم شان کی دلیل ہے۔ ایک مرتبہ عمر بن عاصؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ دنیا میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز کون ہیں تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ عائشہؓ۔ انہوں نے کہا کہ میں مردوں میں پوچھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ کے والد۔

جب جناب رسول اللہ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو آپ ﷺ سیدہ عائشہؓ کے حجرۂ مبارک اور سیدہ عائشہؓ کی گود میں تھے۔

فضل وکمال

علمی حیثیت سے سیدہ عائشہؓ کو نہ صرف عورتوں پر بلکہ دوسری امہات المؤمنینؓ اور تمام صحابہؓ پر فوقیت حاصل تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم کو بھی ایسی مشکل پیش نہیں آئی جس کو ہم نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا اور ان کے پاس سے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔ حضرت عروہ ابن زبیرؓ کا قول ہے کہ قرآن، فرائض، حلال وحرام فقہ شاعری، طب تاریخ عرب اور نسب کا عالم سیدہ عائشہؓ سے بڑھ کر اور کسی کو نہیں دیکھا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ اگر تمام مردوں اور اُمہات المؤمنینؓ کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا۔ آپؓ کی وفات منگل کی شب ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ء میں ہوئی۔

اُم المؤمنین سیدہ زینبؓ

اُم المؤمنین سیدہ زینبؓ کا لقب ام المساکین ہے۔ آپؓ کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے ہوا جو طلاق کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ سیدہ زینبؓ نہایت عبادت گزاری اور سخی دل خاتون تھیں۔ فقراء، مساکین کو نہایت فیاضی سے کھلاتی تھیں۔ نکاح کے چند ماہ بعد آپؓ کا انتقال ہوا اور سیدہ خدیجہؓ کے بعد سیدہ زینبؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں رخصت ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھوں مدفون ہوئیں۔

اُم المؤمنین سیدہ اُم سلمہؓ

آپؓ کا اصل نام ہند اور کنیت اُم سلمہ ہے۔ آپؓ کے والد ابو امیہ دولت مند اور سخی انسان تھے۔ بعثت نبوی کے ابتدائی عرصے میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ کا شرف حاصل ہے۔ ہجرت مدینہ میں بہت مصائب جھیلے۔ آپؓ کے پہلے شوہر ابو سلمہ بدری صحابی تھے اور غزوۂ احد میں زہریلے تیر لگنے سے شدید زخمی ہوئے اور اسی کی وجہ سے ۴ ہجری کو وفات پائے۔ ابو سلمہ کی تعزیت پر رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہؓ سے فرمایا کہ ان کے لئے دعا خیر مانگو اور اللہ سے مانگو کہ وہ آپؓ کو ابو سلمہؓ

سے بہتر شخص عطا فرمادے اور اُم سلمہؓ سوچا کرتی تھیں کہ ابو سلمہؓ سے بہتر شخص اور کون ہوسکتا ہے حتیٰ کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ہمیشہ زہد وتقویٰ کی زندگی گزاری۔ ازواج مطہرات میں فضائل وکمال کے اعتبار سے سیدہ عائشہؓ کے بعد آپؓ کا درجہ تھا۔

اس کے علاوہ آپ ﷺ کی دوسری ازواج مطہرات جن میں اُم المؤمنین سیدہ زینبؓ بنت جحش، اُم المؤمنین سیدہ جویریہؓ بنت حارث، اُم المؤمنین سیدہ اُمِ حبیبہؓ، اُم المؤمنین سیدہ صفیہؓ، اُم المؤمنین سیدہ میمونہؓ بنت حارث، اُم المؤمنین سیدہ ریحانہؓ بنت شمعون اور اُم المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہؓ شامل ہیں۔ سب آپ ﷺ کے اہل بیت اور اُمت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے ہدایت کے روشن مینار ہیں۔

۳۔ اہلِ بیت ولادت

اس میں حضور ﷺ کی تمام اولادِ اطہار داخل ہیں۔ جن میں آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسمؓ، حضرت عبداللہؓ اور حضرت ابراہیمؓ، آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُم کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ شامل ہیں۔

مناقب' منقبت کی جمع ہے اس سے مراد ان پاک ہستیوں کی تعریف وفضیلت بیان کرنا ہے جن کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ کے خاندان اور صحابہ کرام سے ہو۔ قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ ﷺ میں آپ کے اہلِ بیت کے اجتماعی اور انفرادی فضائل بیان ہوئے ہیں۔

حضرت علیؓ

بخاری ومسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ مسلمانوں کو فتح عطا کرے گا اور وہ شخص اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں''۔ چنانچہ اگلی صبح آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر عَلَم ان کے ہاتھ میں دیا۔ حالانکہ حضرت سہیلؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ صبح سویرے اس امید سے رسولِ کریم ﷺ کے پاس گئے کہ یہ فضیلت اور عظیم منقبت ہمیں ملے گی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ

کتاب المناقب میں امام بخاری کی روایت ہے کہ:

فاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ''فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں''

سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ

کے متعلق امام ترمذی حضرت براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کو

دیکھ کر فرمایا کہ:

اللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا

ترجمہ: ''اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تو بھی ان سے محبت فرما''۔

مسند امام احمد ابن حنبل میں ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلۡحَسَنُ و الۡحُسَیۡنُ سَیِّدَا شَبَابِ اھلِ الۡجَنَّۃِ

ترجمہ: ''حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں''

حضرت زینبؓ

آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ آپ ﷺ ان سے بے حد پیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''زینب میری سب سے اچھی بیٹی ہے جو میری محبت میں کافروں کے ہاتھوں ستائی گئی''۔

حضرت رقیہؓ

رسول اللہ ﷺ کی دوسری صاحبزادیؓ جنہوں نے دینِ اسلام کی خاطر مصیبتیں جھیلیں۔ اسی وجہ سے طلاق ہوئی اور دوبار ہجرت فرمائی۔ ایک بار حبشہ کی طرف، دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف۔ آپ ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کو ایک روز مخاطب کر کے کہا کہ ''ابوبکرؓ، حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد حضرت عثمان وہ پہلے شخص ہیں جس نے اپنی بیوی کے ساتھ کفار کی ایذا رسانی کے باعث اللہ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم اور ان کی بیوی کے بعد حضرت عثمانؓ اور رقیہؓ دوسرے شخص ہیں جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے ہیں۔

مشق

1۔ مختصر جواب دیں۔

(i اہلِ بیت کی لفظی تحقیق لکھیں۔

(ii قرآن کی کس آیت میں اہلِ بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں؟

(iii آپ ﷺ کو اپنے اہلِ بیت میں سے کون زیادہ محبوب تھے؟

(iv حضرت زینبؓ کے متعلق آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

(v آپ ﷺ کی کس صاحبزادی نے دوبار ہجرت کی سعادت حاصل فرمائی؟

(vi سیدۃ نساء اہل الجنۃ کون ہیں؟

(vii جنت کے نوجوانوں کے سردار کون کون ہیں؟

(viii غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ نے علم کس کو عطا کیا تھا؟

(ix اہلِ بیت کی تین اقسام کون سی ہیں؟

(x رسولِ کریم ﷺ نے امت میں کون سی دو اہم چیزیں چھوڑی ہیں؟

2۔ (الف) قرآن وسنت سے ثابت کریں کہ صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت اور امت کے صالحین اپنے اعمال کے مطابق خیرِ امت میں شامل ہیں۔

(ب) سیدنا حضرت حسنؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ کی تفصیلی منقبت بیان فرمائیں۔

(ج) اہلِ بیت نسب میں کون کون شامل ہیں؟ تفصیل سے لکھیں۔

3۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(i اللھم ھولاءِ اھلُ بَیْتِی .... و طَھِّرْ ھُمْ تطھِیْرًا۔

(ii آپ ﷺ کے تین صاحبزادے تھے۔................، ....اور حضرت عبداللہؓ۔

(iii آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔..............، ....، ....اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔

4۔ درست جواب کی نشاندہی کریں۔

(i منقبت

(الف) مرنے کے بعد کسی کی تعریف کرنے

(ب) اشعار میں تعریف کرنے

(ج) رسول اللہ ﷺ سے متعلق ہستیوں کی تعریف کو کہتے ہیں

(ii جنت کے نوجوانوں کے سردار:

(الف) حضرت بلالؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ ہیں

(ب) حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ہیں

(ج) حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں

(iii آپ ﷺ نے فرمایا کہ زینب میری سب سے اچھی بیٹی ہے:

(الف) کہ وہ میری زیادہ خدمت کرتی ہیں (ب) روزے زیادہ رکھتی تھی

(ج) میری محبت میں کافروں کے ہاتھوں ستائی گئی

(iv غزوہ خیبر میں آپ ﷺ نے فتح کا علَم:

(الف) حضرت علیؓ کو دیا (ب) حضرت خالدؓ کو دیا (ج) حضرت حسینؓ کو دیا

عشرہ مُبشرہ (ii)

مقاصد تدریس

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلباء اس قابل ہو جائینگے:

☆ طلباء عشرہ مبشرہ کا مفہوم جان سکیں گے۔ ☆ طلباء ان صحابہ کا تعارف بیان کر سکیں گے۔

عربی میں عشرہ کے معنی دس اور مبشرہ کے معنی ہیں بشارت دیئے گئے' خوشخبری دیئے گئے۔ ان سے مراد وہ دس جلیل القدر خوش قسمت صحابہ کرام ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔

حضور ﷺ کے سارے صحابہ کرامؓ ہدایت یافتہ تھے۔ سب نے بڑھ چڑھ کر راہِ اسلام میں قربانیاں دیں۔ گروہ صحابہؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ مجید میں فرمایا کہ ''اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے''۔ ان صحابہ کرامؓ میں سے دس ایسے ہیں جن کو حضور ﷺ نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت دی۔ ان صحابہ کو ''عشرہ مبشرہ'' کا نام دیا گیا۔ عشرہ مبشرہ میں درج ذیل صحابہ شامل ہیں:

ا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابوبکر اور صدیق وعتیق لقب تھا۔ آپؓ کے اسلام لانے سے پہلے نام عبدالکعبہ تھا۔ آپؓ کے والد ماجد کا نام عثمان تھا اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت اُم الخیر تھی۔ آپ قریش کے ممتاز خاندان بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے۔ چھٹی پشت پر آپؓ کا نصب آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپؓ کا مزاج رسول اللہ ﷺ کے مزاج سے ملتا تھا اس لئے بچپن ہی سے دونوں میں دوستی اور محبت کا تعلق تھا۔ اسلام لانے سے پہلے بھی شرک و بت پرستی اور جاہلیت کے رسم و رواج سے نفرت کرتے تھے۔ آپ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے اپنی جان اور مال دونوں کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ جاں نثاری اور وفا شعاری کی عمدہ مثال پیش کی۔ ہجرت کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھی تھے اور غارِ ثور میں بھی آپ کے ساتھ رہے۔ مدینہ پہنچے تو تمام غزوات میں شامل رہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر گھر کا سارا ساز و سامان لا کر راہِ خدا میں حاضر کر دیا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کے دورِ خلافت میں کئی فتنوں نے سر اٹھایا۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار' زکوۃ کے منکرین اور اسلام سے پھر جانے والے لوگ اسلام کے لئے خطرہ بن کر اٹھے مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جرأت اور استقامت سے کام لے کر ان سب پر قابو پا لیا۔ آپ نے نہ صرف خلافت کے نظام کو قائم کیا بلکہ اسے استحکام بخشا اور اسلامی فتوحات کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے دو سال تین ماہ خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کے بعد انتقال کیا۔ آپ کو حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ اسلام کے لئے آپ کی خدمات کا اعتراف حضور ﷺ نے ان الفاظ میں کیا ''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ زندگی میں چکا دیا لیکن ایک ابوبکرؓ ہیں جن کے احسانات کا بدلہ باقی ہے جو قیامت میں چکایا جائے گا''۔

۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت محمد ﷺ کے دوسرے خلیفہ اور معتمد ساتھی حضرت عمرؓ بن خطاب تھے۔اسلام لانے سے پہلے علم و دانش اور جرأت وشجاعت میں مشہور تھے۔حضور ﷺ کی دعا کے نتیجے میں اسلام لائے۔ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ہجرت کے موقع پر انہوں نے کافروں کو للکار کر مکہ سے روانگی اختیار کی۔ مدینہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور تمام جنگوں میں شرکت کی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد آپ دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔آپ نے مثالی نظام حکومت قائم کیا اور فتوحات کا دائرہ وسیع کر دیا۔ سادہ زندگی گزارتے تھے مگر دنیا آپ کا نام سن کر کانپتی تھی۔حضور ﷺ کا آپ کے بارے میں ارشاد تھا۔ ''میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا''۔۲۳ ہجری میں ایک آتش پرست غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ کو شہید کر دیا۔آپ کو حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان حضور ﷺ کے ساتھی اور داماد تھے۔حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو ایمان لانے میں دیر نہیں کی۔آپؓ بہت نیک، سخی اور باحیاء تھے۔آپ نے اپنی دولت اسلام کی راہ میں خرچ کی اور غنی کہلائے اور حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ اس لئے ذی النورین کہلائے۔حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں کے اتفاق رائے سے آپ خلیفہ ہوئے۔آپ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔قبرص، شمالی افریقہ، طرابلس اور ایران کے کچھ مزید علاقے فتح ہوئے۔بحری بیڑے کا قیام آپ کے دور کا عظیم کارنامہ ہے۔آپکے دور میں فتنوں نے سر اٹھایا۔آپ کی نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شرپسندوں نے آپ کے گھر میں گھس کر آپ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں شہید کر دیا۔آپؓ کو کاتبِ وحی ہونے کا شرف بھی حاصل تھا اور جامع القرآن ہونے کا بھی۔

۴۔ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؓ بن ابی طالب حضور ﷺ کے چچا زاد تھے۔کم عمری میں اسلام لائے۔آپ ﷺ کے داماد بھی تھے۔بچپن حضور ﷺ کے زیرِ سایہ گزارا تھا۔حضور ﷺ کی ہجرت کے موقع پر رات حضور ﷺ کے بستر پر گزاری اور صبح کفار کی امانتیں واپس کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔تمام غزوات اور اسلامی جنگوں میں شریک رہے۔جنگِ بدر، خندق اور اُحد میں بہادری کے کارنامے دکھائے اور خیبر کا ناقابلِ تسخیر قلعہ فتح کیا۔حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ اور امیر المومنین بنے۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔حضرت عثمانؓ کے دور میں جو فتنے اُٹھے تھے انہوں نے ایک اور رُخ اختیار کر لیا۔آپ کا بیشتر وقت انہی فتنوں کو مٹانے میں صرف ہوا۔زہد وتقویٰ کا پیکر تھے۔فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھے۔بے مثال جرأت وشجاعت کے باعث شیرِ خدا کہلائے۔رمضان المبارک سن ۴۰ ہجری میں ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھوں کوفہ کی مسجد میں شہید ہوئے۔

۵۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوعبیدہ اوائلِ اسلام میں ایمان لائے۔ حبشہ اور مدینہ کی ہجرت میں شریک تھے۔ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ جنگِ بدر میں اپنے والد کو جو کافر تھے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ حضور ﷺ نے آپؓ کو امین الامت کا خطاب دیا۔ آپؓ بزرگ صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے۔ عراق، شام اور مصر کے علاقے آپؓ نے فتح کئے۔ آپؓ حد درجہ متقی اور متواضع تھے۔ آپؓ نے کئی احادیث بھی روایت کی ہیں۔

۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سترہ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ آپؓ حضور ﷺ کی والدہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ آپ ایمان لائے تو آپ کی والدہ سخت ناراض ہوئیں اور قسم کھائی کہ جب تک سعد اپنا دین ترک نہ کر دے میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ مگر آپ نے اس مطالبے کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ مجاہد و فاتح تھے' تمام جنگوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ غزوہ اُحد کے دن ایک ہزار تیر چلائے۔ حضور ﷺ نے آپ کے حق میں دُعا کی۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی فوجوں کی قیادت کی۔ عراق اور ایران میں فتوحات حاصل کیں۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے عراق کے گورنر رہے اور حضرت عثمانؓ نے بھی آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔ آپ بہادر' سچے اور منصف مزاج تھے۔ احادیث بھی روایت کیں۔ صحابہ میں ممتاز اور عوام میں مقبول تھے۔

۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ان آٹھ آدمیوں میں تھے جو آغازِ اسلام میں ایمان لائے۔ حضور ﷺ کے ساتھ غزوات میں حصہ لیا۔ غزوۂ اُحد میں کئی زخم کھائے' دانت بھی جاتے رہے اور پاؤں میں نقص آ گیا۔ ۵ ہجری میں حضور ﷺ کے حکم پر دومتہ الجندل جا کر دشمن کے لشکر کو مدینہ پر چڑھائی سے روکا اور ان پر فتح حاصل کی۔ آپ کاروبار کرتے تھے اور بہت مالدار تھے۔ امانت و دیانت اور سخاوت کے پیکر تھے۔ وفات کے بعد بے انتہا دولت چھوڑی۔ جو آپ کی بیویوں اور غرباء و مساکین میں تقسیم کی گئی۔ ایک سفر میں نبی ﷺ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک دوسرے سفر کے موقع پر حضور ﷺ نے انہیں مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر چھوڑا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے اپنی جانشینی کے لئے جو چھ نام تجویز کئے تھے ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام بھی شامل تھا۔ آپ بہت مدبر تھے۔ کئی احادیث بھی روایت کیں۔

۸۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نوجوانی میں ایمان لائے اور اسلام کی راہ میں بے پناہ مشکلات برداشت کیں۔ آپ کے چچا آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتے اور اذیتیں دیتے۔ مگر آپ کی ثابت قدمی میں ذرہ برابر فرق نظر نہ آتا۔ حضور ﷺ نے آپؓ کے بارے میں

فرمایا ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیرؓ ہے''۔ اس لئے آپ حواریِ رسول کہلائے۔ آپؓ کی والدہ صفیہ بنتِ عبدالمطلب حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی بہن اسما بنت ابوبکرؓ حضرت زبیر کی بیوی تھیں۔ آپؓ کو حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ کو آپؓ سے بڑی محبت تھی۔ آپ کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس نے حضور کی محبت میں زخم نہ کھایا ہو۔ آپؓ ان چھ صحابہ میں تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے قبل خلافت کے لئے نامزد کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپ فوج کے ایک حصے کے سالار تھے اور فتحِ مصر میں شریک تھے۔

۹۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ کے نتیجہ میں مسلمان ہوئے۔ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگِ اُحد میں حضور ﷺ غار میں گر گئے تو حضرت طلحہؓ نے پیٹھ آگے کر دی۔ حضور ﷺ ان کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر اوپر آئے اور فرمایا ''طلحہؓ پر جنت واجب ہو گئی''۔ جنگِ اُحد میں جو تیر حضور ﷺ کی طرف آتے حضرت طلحہؓ انہیں اپنے ہاتھوں پر روک لیتے۔ اس دن آپ کو ۷۵ زخم لگے جن میں سے ۲۴ ہاتھوں پر لگے تھے۔ آپؓ ان صحابہ میں تھے جن کو حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت خلافت کے لئے پیش کیا تھا۔ آپؓ ایک ممتاز تاجر اور سخی انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو ایمان کی دولت کے ساتھ دینوی مال و دولت سے بھی مالا مال کیا تھا۔

۱۰۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ آغازِ اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ آپؓ حضرت عمر فاروقؓ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ آپ کی بیوی تھیں۔ یہی فاطمہؓ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کا سبب بنی تھی۔ جب حضرت عمرؓ حضور ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے اور آپکے گھر گئے تو اپنی بہن کی قوت ایمانی اور ثابت قدمی سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعیدؓ عالم و فاضل اور اسلام کے غازی تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اسلام کے فدائی اور حضور ﷺ کے شیدائی تھے۔

مشق

1۔ درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

i) عشرہ مبشرہ سے کیا مراد ہے؟ بیان کریں۔

ii) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کس طرح حضور ﷺ کا ساتھ دیا؟

iii) حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کی اسلام کے لئے خدمات بیان کریں۔

(iv عشرہ مبشرہ میں جو صحابہ شامل ہیں انہیں یہ خصوصی انعام کس وجہ سے ملا ؟

(v حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

2۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i سفرِ ہجرت میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

(الف) ابوہریرہؓ (ب) بلال حبشیؓ (ج) ابوبکرصدیقؓ

(ii حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں درجہ ذیل فتنہ نے سر اٹھایا تھا:

(الف) فتنہ ارتداد (ب) انکارحدیث (ج) ترک صلوٰۃ

(iii آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو:

(الف) حضرت علیؓ ہوتے (ب) حضرت عثمانؓ ہوتے (ج) حضرت عمرؓ ہوتے

(iv حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا:

(الف) ۱۵ رمضان المبارک ۵ ہجری (ب) ۱۸ ذالحجہ ۳۵ ہجری

(ج) ۱۶ شوال ۲۵ ہجری

(v حضرت علیؓ کے ہاتھوں اللہ نے فتح کیا:

(الف) قلعہ خیبر (ب) قلعہ نجران (ج) قلعہ بالا حصار

3۔ مختصر جواب لکھیں۔

(الف) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے کس غزوہ میں کس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا؟

(ب) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کس غزوہ میں ایک ہزار تیر دشمنوں پر برسائے تھے؟

(ج) حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے کن چھ صحابہ کرام کے نام جانشینی کے لئے تجویز فرمائے تھے؟

(د) حواری رسول ﷺ کس صحابی کو کہا جاتا ہے؟

(ہ) جنگ اُحد میں جو تیر حضور ﷺ کی طرف آتے کون سے صحابی اسے اپنے ہاتھوں پر روک لیتے تھے؟

(ج) اخلاق و آداب

ا۔ احترامِ انسانیت

مقاصد تدریس

اس سبق کے مطالعہ کے بعد طلبا اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ احترامِ انسانیت کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات کو بیان کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔
- ☆ اسلام سے قبل کے حالات کا جائزہ اور انسان کی تباہی کا منظر پیش کر سکیں گے۔
- ☆ احترامِ انسانیت کے اصول کو اپنا کر عملی زندگی میں اس پر کاربند ہونے کا جذبہ ملے گا۔

انسان کو ربِّ کائنات نے تمام مخلوقات پر اپنے فضل سے برتری اور فضیلت عطا کر کے اسے اشرف المخلوقات بنا دیا۔ تاریخ انسانی گواہ ہے کہ روئے زمین پر بہت بڑی تعداد میں مصلحین، خطباء، فلسفی، حکمران، بادشاہ، جنگجو فاتحین اور مقننین گزرے ہیں۔ جنھوں نے نقشۂ حیات کو بار بار زیر وزبر کیا ہے لیکن ان سب کی تعلیمات کارناموں اور ان کے پیدا کردہ نتائج کو دیکھتے ہیں تو اگر کہیں خیر وفلاح دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ جزوی قسم کی ہے۔ اُن کے اثرات زندگی کے ایک گوشے پر اُبھرتے ہیں۔ پھر خیر وفلاح کے ساتھ ساتھ طرح طرح کے مفاسد ترکیب پاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

انبیاء کرام کے ماسوا کوئی عنصر تاریخ میں ایسا دکھائی نہیں دیتا جو انسان کو اندر سے بدل چکا ہو اور انسان کو کرامت اور احترام کے بلند مقام پر پہنچا سکا ہو۔

اللہ کے آخری رسولؐ کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جبکہ پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر طرف وحشت کا دور دورہ تھا۔ شرک اور بت پرستی کی لعنت نے معاشرے کا ستیاناس کر رکھا تھا۔

مصر، ہندوستان، بابل، نینوا، یونان اور چین کی تہذیبیں انسانیت کی خدمت نہ کر سکنے کے باعث نابود ہو چکی تھیں اور روم و فارس کی تہذیبوں کی ظاہری چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی۔ مگر ان شیش محلوں کے اندر بدترین مظالم کا چلن تھا۔ جس کے سبب انسانیت کے زخموں سے تعفن اُٹھ رہا تھا۔ بادشاہ خدا بنے ہوئے تھے اور لوگوں سے بھاری ٹیکس، رشوتیں، خراج اور نذرانے لے کر ان کا گلا خوب دبوچ رہے تھے اور ان سے جانوروں کی مانند بیگاریں لے رہے تھے۔ عوام کے مسائل اور مصیبتوں سے ان کی کوئی دلچسپی اور ہمدردی نہ تھی اور نہ ان کے پاس ان مسائل کا کوئی حل تھا۔ ان بالادست طبقوں کی عیاشیوں اور نفس پرستیوں نے اخلاقی روح کو ہلاک کر دیا تھا۔ ہر طرف طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ رومی اور ایرانی سلطنتوں کے باہمی ٹکراؤ سے انسانیت بُری طرح پامال ہو رہی تھی۔ ایرانی غالب آتے تو پھر کلیسا آتش کدے بن جاتے، رومی غلبہ پاتے تو آتش کدے کلیساؤں میں تبدیل ہو جاتے۔ نتیجے میں مفتوحین کو جبری تبدیلی مذہب سے گزرنا پڑتا یا منافقت اختیار کرتے۔ تشدد کی اس خوفناک فضا میں صدائے احتجاج بلند کرنا محال تھا۔ تلخ احساسات رکھنے کے باوجود انسان کو ضمیر کی آزادی کسی درجہ حاصل نہ تھی۔ انسانیت بازاروں میں بک رہی تھی۔ بچیاں زندہ درگور ہو رہی تھیں، شراب زنا اور جوئے سے ترکیب پانے والی

جاہل ثقافت زوروں پرتھی۔ مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلا رکھے تھے۔ حاصل مدعا یہ کہ انسان خواہش پرستی کی ادنیٰ سطح پر گر کر درندوں اور چوپایوں کی شان سے جی رہا تھا۔

نورِ اسلام کا ظہور

مشیّتِ الٰہی سے خلقِ خدا کے لئے نجات دھندہ اور انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے اور انسان کو احترام کا مقام دلانے کیلئے حضور ﷺ کی بہترین ہستی کا انتخاب ہوتا ہے۔ آپ کی دعوت نے اجتماعی انسان کو اندر سے بدل دیا اور صبغۃ اللہ کا ایک ہی رنگ مسجد سے لیکر بازار تک، مدرسے سے لیکر عدالت تک، گھر سے لیکر میدانِ جنگ تک چھا گیا۔ ذہن بدل گئے، خیالات کی رَو بدل گئی، نگاہ کا زاویہ تبدیل ہوا، عادات و اطوار بدل گئے۔ خیر و شر کا معیار اور جائز و ناجائز کے پیمانے تبدیل ہوئے، حقوق و فرائض کی تقسیمیں، صلح و جنگ کے اسالیب، معیشت اور معاشرت کے طریقے تبدیل ہوئے۔ تمدن کے ایک ایک شعبے کی کایا پلٹ گئی۔ ہر طرف خیر و فلاح، تعمیر و ارتقاء اور بناؤ ہی بناؤ تھا۔ کسی جانب فساد نہ تھا، کسی گوشے میں بگاڑ نہیں رہا اور ایک بار پھر انسان کو احترام و تکریم کی فضا میسر ہوئی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ. (سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۰)

ترجمہ: ''اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو کرامت اور شرافت عطا فرمائی''

اسی آیت میں ارشاد ہے:

وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا

ترجمہ: ''اور ہم نے انہیں (بنی آدم) کو بہت ساری دیگر مخلوقات پر برتری اور فضیلت بخشی''

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۳۰ میں فرماتے ہیں:

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ (نائب) مقرر کرنے والا ہوں''

خلافت کے منصب سے نوازنے اور علم کی دولت سے مالا مال کرنے کے بعد اسے فرشتوں کا مسجود ٹھہرایا اور زمین پر بھیجنے کیساتھ ساتھ انسان کو شُتر بے مہار کی طرح نہ چھوڑا بلکہ اسے ہدایت کی عظیم نعمت سے بھی نوازا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَ هَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ o (سورۃ البلد۔۱۰)

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو دونوں راستے دکھا دیئے'' (یعنی ہم نے انسان کو خیر و شر اور حق و باطل میں تمیز کی صلاحیت بھی عطا کی اور دونوں راہیں ان کے سامنے کھول دیں)

الغرض اسلام اور قرآن نے انسان کو وہ احترام بخشا جس کی تفصیلات پر ضخیم کتابیں لکھ کر بھی گِنا نہیں جاسکتا۔ البتہ یہاں ہم چند پہلوؤں پر اختصار سے روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے تو اسلام نے انسان کو جینے کا مکمل حق دیا۔ بلکہ ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کے قتل کرنے کا مترادف قرار دیا۔

۲۔ ہر انسان کی عزت و آبرو کو محفوظ اور محترم قرار دیا۔

۳۔ ہر انسان کے مال و دولت اور حق ملکیت کو تحفظ دیا۔

۴۔ مسلمان کیا، ذِمّی کو بھی مساویانہ حقوق شہریت عطا کیے۔

۵۔ غلامی کی مکروہ رسم کو توڑ کر بہت ساری عبادات اور معاملات میں غلام کی آزادی کو بطور کفارہ لازم قرار دیا۔

۶۔ قتل کرنے کی صورت میں صرف قاتل سے بدلہ لینے کا اصول دیا۔ قاتل کے دوسرے رشتہ داروں کو اس جرم کی سزا دینے سے منع فرمایا۔

۷۔ عورت کو جینے کا حق دیا۔ اُسے زندہ درگور کرنے کے بجائے اس کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا اور ماں کے قدموں تلے جنت قرار دے کر عظیم شان عطا کی۔

۸۔ دو بچیوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کو جہنم سے آزادی کا پروانہ قرار دیا۔

۹۔ عورت کو میراث میں حصہ دار ٹھہرایا۔ ملکیت کا حق دیا اس کی شہادت اور رائے کو بہت سے امور میں معتبر قرار دیا۔

۱۰۔ ہدایت کے سرچشمے سے سیرابی کا موقع ہر فردِ بشر کو فراہم کیا۔

۱۱۔ فضیلت و برتری کے معیار کو تقویٰ کی بنیاد پر رکھ کر لسانی، نسلی، گروہی اور جغرافیائی تعصّبات کو روند ڈالا۔

۱۲۔ سود، شراب، جوئے، زِنا اور عصمت دری کو بدترین جرم قرار دے کر ہر انسان کو کسبِ حلال کے جائز مواقع تلاش کرنے کی تعلیم دی اور عفت و حیاء کی زندگی گزارنے کی ترغیب دی۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل کے تفصیلی جوابات مطلوب ہیں

(i احترام انسانیت سے کیا مراد ہے؟ تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

(ii اسلام سے قبل انسانیت جن حالات سے دوچار تھی اس کی تفصیل بیان کریں۔

(iii دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں اسلام نے انسان کو کس طرح اعزاز و تکریم سے نوازا۔

(iv اسلام نے کون سے بنیادی حقوق انسان کو دیئے۔

(v عورت کو اسلام نے کیا احترام دیا ہے؟

2۔ درست جواب تلاش کر کے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) انسان کو زمین پر بھیجنے کے بعد اُسے..................۔

(ہدایت دی ۔ شتر بے مہار کی طرح چھوڑا)

(ب) اسلام نے برتری اور فضیلت کا معیار..................کو قرار دیا ہے۔

(انسانیت ۔ عصبیت ۔ تقویٰ)

(ج) غالب انسانی تہذیبوں کے باعث مفتوحین..................۔

(رائے کا اظہار کر سکتے تھے ۔ منافقت سے کام لیکر خاموش ہو جاتے ۔ مذہب تبدیل کر جاتے)

3۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اسلام نے فضیلت اور برتری کا معیار کس چیز کو قرار دیا ہے؟

(ب) کیا قتل کے مجرم کے بدلے اس کے رشتہ دار کو اسلام میں قتل کرنے کی اجازت ہے؟

(ج) دین اسلام کے علاوہ کوئی اور نظام عدل و امن کا ضامن ہو سکتا ہے؟

4۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

i) اسلام نے تعلیم دی ہے۔

(الف) عصبیت کی (ب) لسانی اور گروہی تعصب کی (ج) اتحاد و یگانگت کی

ii) انسان کو دیگر مخلوقات پر برتری حاصل ہے:

(الف) ذہانت کی وجہ سے (ب) علم کے سبب (ج) کثرت کی وجہ سے

iii) دین اسلام نے عورت کو دیا ہے۔

(الف) عزت کا مقام (ب) غربت کا مقام (ج) شہرت کا مقام

۲۔ سلام کے آداب

مقاصد تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ سلام کے آداب اور اہمیت سے واقف ہونگے۔
- ☆ سلام کی معاشرے میں اہمیت کے موضوع پر اظہارِ خیال کے قابل ہو جائیں گے۔

سلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں سلامتی، عافیت اور خیر خواہی۔ جب اس پر الف لام کا اضافہ کر کے السلام بنا دیا جائے تو اس کے مفہوم میں وسعت آجائے گی۔ یعنی اس سے مراد ہر طرح کی سلامتی ہوگی۔ خواہ وہ دین وایمان یا جان و مال کی سلامتی ہو یا عزت و آبرو کی سلامتی یا صحت و تندرستی اور امن و خوشحالی ہو سب شامل ہے۔

قرآن و حدیث میں السلام علیکم کہنے کی بہت اہمیت اور فضیلت بیان ہوئی ہے بلکہ ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ دینِ اسلام نے پہلی مرتبہ اسے رواج دیا کہ جب بھی کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے السلام علیکم کہے۔ یہ الفاظ کہہ کر آپ اپنے ملنے والے کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے، اللہ تمہارے جان و مال کو سلامت رکھے، گھر بار کو سلامت رکھے، دین و ایمان کو سلامت رکھے، دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی سلامت رہے۔ اللہ تمہیں ان سلامتیوں سے نوازے جو میرے علم میں ہیں اور ان سلامتیوں سے نوازے جو میرے علم میں نہیں۔ تم میری طرف سے کوئی اندیشہ محسوس نہ کرنا۔ میرے طرزِ عمل سے کبھی کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔

ان الفاظ کے جواب میں دوسرا مسلمان بھائی وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ کے الفاظ کے اضافے کے ساتھ کہے گا۔ اس کا بھی وہی معنی ہے بلکہ اس کے لئے اللہ کی رحمت کی دعا بھی دی جاتی ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔

سلام کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

قرآن پاک میں ہے:

وَ اِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ. (سورۃ انعام۔۶:۵۴)

ترجمہ:۔ ”اے نبی جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیئے السلام علیکم“

اس آیت میں نبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ امت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب بھی مسلمان سے ملے تو دونوں آپس میں محبت و مسرت کے جذبات کا تبادلہ کریں اور اسکا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی و عافیت کی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً. (سورۃ النور۔۲۴:۶۱)

ترجمہ: ''پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو۔ دعائے خیر خدا کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ''۔

۱۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی بات ہے۔ (ترمذی)

۲۔ حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کہ جب دو مومن ملتے ہیں اور مصافحے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے پتے۔ (طبرانی)

۳۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس سے سلام کرے۔ (مسلم)

کتاب وسنت کی ان واضح ہدایات کے ہوتے ہوئے مومن کے لئے کس طرح جائز نہیں کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر اظہار محبت کے لئے دوسرے طریقے اختیار کرے۔

سلام کے آداب

قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں درج ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ ''جب تم میں سے کوئی اپنے دوسرے بھائی سے ملاقات کرے تو اس سے سلام کہے''

۲۔ کسی سے ہمکلام ہوتے ہوئے یا مکاتبت کرتے ہوئے ہمیشہ اسلامی طریقے پر سلام کیجئے۔ سوسائٹی میں رائج دوسرے الفاظ اور طریقوں سے اجتناب کیجئے۔

۳۔ ہر مسلمان کو سلام کیجئے۔ چاہے اس سے پہلے سے تعارف وتعلق ہو یا نہ ہو۔

۴۔ چھوٹے بچوں کو سلام کیجئے۔ یہ بچوں کو سکھانے کا بہترین طریقہ ہے۔ حضرت اَنسؓ بن مالک بچوں کے پاس سے گزرے تو سلام کیا پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

۵۔ زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت بنائیں کہ سلام سے محبت بڑھتی ہے۔

۶۔ سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق ہے۔ اس حق کی ادائیگی میں بخل اچھا نہیں۔

۷۔ سلام کرنے میں پہل کرنا اللہ کے قرب کا ذریعہ اور غرور سے نجات کا ذریعہ ہے۔

۸۔ سلام ہمیشہ زبان سے الفاظ کہہ کر کرنا چاہئے۔ البتہ دور ہونے یا آواز نہ پہنچنے کی صورت میں ہاتھ اور سر کے اشارے

میں مضائقہ نہیں۔ لیکن پھر بھی زبان سے الفاظ سلام کہنا ضروری ہے

۹۔ مرتبے یا عمر میں چھوٹے اپنے سے بڑوں کو سلام کریں۔

۱۰۔ چلتا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔

۱۱۔ تھوڑے افراد زیادہ تعداد والے افراد کو سلام کریں۔

۱۲۔ سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے۔

۱۳۔ مجلس میں پہنچ کر اور مجلس سے رخصت ہوتے وقت سلام کرنا بہتر ہے۔

۱۴۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے کچھ خاص لوگوں کی بجائے سب کو سلام کیا جائے۔

۱۵۔ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہنا چاہئے۔

۱۶۔ سوئے ہوئے لوگوں کی نیند میں خلل نہ ڈالا جائے۔

۱۷۔ قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس میں مصروف افراد کو سلام نہ کہو۔ درس وتدریس یا خطبہ دینے والے کو دوران خطبہ سلام نہ کہو' اذان دیتے ہوئے شخص کو، قضاء حاجت پر بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کہو۔

۱۸۔ فسق وفجور اور لہو ولعب میں مصروف لوگوں کو سلام نہ کہو۔

۱۹۔ یہود ونصاریٰ پر سلام میں پہل نہ کرو۔

۲۰۔ غیر مسلم اور کافر کو سلام کے بجائے آداب عرض جیسے الفاظ استعمال کرو۔ بلکہ بوقت ضرورت ومصلحت سلام بھی کہہ سکتے ہیں

۲۱۔ سلام کے بعد مصافحہ کرنا بھی آداب میں سے ہے۔

۲۲۔ عزیز یا رشتہ دار سفر سے واپس آئے تو مصافحہ اور معانقہ بھی کیا جائے۔

الغرض' سلام ذریعۂ محبت وسلامتی ہے۔ سلام دعا ہے' سلامتی اور برکت کی جان و مال گھر بار' عزت و ناموس کی دعا ہے۔ سلام میں یہ اظہار ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے ہر قسم کے ایذا اور خوف سے محفوظ ہو' سلام سراپا سلامتی ہے کہ ہمارے ربّ کے ناموں میں سے اہم نام ہے۔

سلام کے الفاظ کو رائج کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام انسانیت کے فطری جذبے کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلام امن وآشتی کا علمبردار ہے۔ اسلامی تعلیمات وآداب ہی معاشرے میں امن وسلامتی لا سکتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ سلام کے آداب کو ہر وقت ملحوظ رکھیں۔ سلام کو عام کریں اور اسلامی تعلیمات کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔

مشق

1۔ سلام کے آداب تحریر کریں۔

2۔ سلام کے ذریعے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کیا پیغام دیتا ہے؟

3۔ سلام کے بارے میں تین احادیثِ رسول ﷺ کو تحریر کریں۔

4۔ قرآنی آیات کی روشنی میں سلام کی اہمیت واضح کریں۔

5۔ کن اوقات اور حالات میں سلام کہنے سے احتراز کرنا چاہیئے؟

6۔ درست جملوں پر صحیح کا نشان لگائیں۔

(i خواتین کو سلام کہنا جائز نہیں۔

(ii سلام صرف بڑوں کو کرنا چاہیے۔

(iii سلام واقف اور غیر واقف ہر ایک کو کرنا چاہیے۔

(iv سلام کے ذریعے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(v کیا سلام سنتِ انبیاء ہے؟

(vi سلام کے الفاظ کہنے کے ساتھ ساتھ بوجہ ضرورت ہاتھ کا اشارہ بھی جائز ہے

(vii یہود و نصاریٰ پر سلام کہنے میں پہل کرنی چاہیئے۔

(viii گھر والوں کو سلام کرنا اچھا نہیں ہے۔

(ix بچوں کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔

۳۔ عفت وحیاء

مقاصد تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ طلباء کے ذہنوں میں حیاء وعفت کی قدر و قیمت بیٹھ جائے گی۔
- ☆ عملی زندگی میں اس سے اپنانے کا جذبہ ملے گا۔
- ☆ اس موضوع پر اچھی طرح سے گفتگو کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

عفت وحیاء

عفت وحیاء کے الفاظ سے ہی وقار' سنجیدگی' شرافت و ادب شرم وستر پوشی' احساس اور شعور کے مفاہیم جھلکتے محسوس ہوتے ہیں۔ عفت وحیاء وہ عظیم اخلاقی صفات ہیں جسے ربِّ موجودات نے انسان کی فطرت میں ودیعت کی ہیں۔ عفت وحیاء کی وسعت اور ہمہ گیری کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یہ ایسے جامع الفاظ ہیں جن کی جامعیت انسانی زندگی کے ہر شعبے اور ہر پہلو میں شامل ہے۔ حیاء کا لفظ جو قرآن وحدیث میں استعمال ہوا ہے اس کے معنی شرم کے ہیں اور اسلام کے مخصوص اصطلاح میں حیاء سے مراد وہ شرم ہے جو کسی ناجائز اور منکر کی طرف مائل ہونے والا انسان خود اپنی فطرت کے سامنے اور اپنے ربّ کے سامنے محسوس کرتا ہے اور یہی شرم حیاء وہ قوت ہے جو انسان کو فحشاء اور منکر اقدام کرنے سے روکتی ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقٌ وَ خُلُقُ الْاِسْلَامِ اَلْحَیَاءُ

ترجمہ: ''ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیاء ہے''۔

اور دوسری حدیث بھی اسی مفہوم پر روشنی ڈالتی ہے جس میں سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِذا لَمْ تَسْتَحِیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ (بخاری شریف)

ترجمہ: ''جب تجھ میں حیاء نہیں تو جو تیرا جی چاہے کر''

کیونکہ جب حیاء نہ ہوگی تو خواہشات تجھ پر غالب آجائے گی اور کوئی منکر تیرے لئے منکر نہ رہے گا۔ انسان کی فطرتِ حیاء تمام منکرات سے نفرت تو کرتی ہے لیکن سوجھ بوجھ اور پختہ شعور اور احساس کی صورت اختیار نہ کرے تو اس پر حیوانیت غلبہ پا کر انسان سے منکرات کا ارتکاب کراتی ہے۔ اسلام کی اخلاقی تربیت کا مقصد اسی نادانی کو دور کرنا ہے۔ اسلام نہ صرف کھلے ہوئے منکرات سے خبردار کرتا ہے بلکہ نیتوں' ارادوں اور خواہشوں کی جو برائیاں چھپی ہوئی ہیں انہیں بھی اس کے سامنے نمایاں کرتا ہے اور ایک ایک چیز کے مفسدات سے خبردار کرتا ہے۔ اس اخلاقی تربیت کے نتیجے میں شرم وحیاء اس قدر حساس صورت اختیار کرتی ہے کہ منکر کی طرف ادنیٰ سے ادنیٰ میلان نہیں رہتا اور نیت وخیال کی ذرا سی غلطی پر بھی تنبیہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔

اسلامی اخلاق میں حیاء کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ اس سے چھوٹا ہوا نہیں ہے۔ چنانچہ تمدن ومعاشرت کا

جو شعبہ انسان کی صنفی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں بھی اسلام نے اصلاح اخلاق کے لئے اسی سے کام لیا ہے۔

اسلام حیاء کے ذریعے مسلمان کے دل کا چور دور کرنا چاہتا ہے۔ قانون کی نظر میں زِنا کا اطلاق صرف جسمانی اتصال کو کہتے ہیں۔ مگر اخلاق کی نظر میں دائرۂ ازدواج کے باہر صنفِ مقابل کی جانب ہر میلان ارادے اور نیت کے اعتبار سے زِنا ہے۔ کسی اجنبی کے حُسن سے آنکھ کا لُطف لینا' اس کی آواز سے کانوں کا لذت یاب ہونا' اس سے گفتگو کرنے میں زبان کو استعمال کرنا' اس کے کوچے اور گلی کی طرف قدموں کا بار بار اٹھانا' یہ سب زِنا کے مقدمات ہیں۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: ''آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زِنا نظر ہے اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا دست درازی ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا اس راہ میں چلنا ہے اور زبان کا زنا کرنا گفتگو ہے اور دل کا زنا تمنا اور خواہش ہے اور آخر میں صنفی اعضا یا تو ان سب کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب۔

حیاء کی صفت کو تقویت دینے کے لئے سورہ نور آیت ۳۰۔۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو حکم دیا ہے کہ:

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظروں کو (غیر عورتوں کی دید) سے باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے اللہ باخبر ہے۔ اور اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ اپنی نگاہوں کو (غیر مردوں کی دید سے) باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''۔

الغرض حیاء کے ذریعے انسان کو اپنے نفس پر قابو پانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ربّ کے وجود کا احساس' محسن و منعم ربّ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ربّ کے دیئے ہوئے اصولوں کی پاسداری کا جذبہ اور ہر عمل میں اخلاص پیدا کرنے کا ذریعہ حیاء ہے۔ حیاء کی صفت جتنی زیادہ ہوگی ایمان اتنا ہی مستحکم ہوگا اور حیاء جتنی غالب ہوگی اتنا ہی اخلاص وللّٰہیت اعمال میں نمودار ہوگی۔ گویا حیاء انسانی اعمال کے لئے ایک بریک اور قابو رکھنے کا ذریعہ ہے۔

مشق

1۔ مختصر جواب دیں۔

(i) حیاء اور عفت کے الفاظ سے کون سے مفاہیم جھلکتے محسوس ہوتے ہیں۔

(ii) حیاء و عفت کی ہمہ گیری اور وسعت پر مختصر نوٹ لکھیں۔

(iii) اصطلاحِ شریعت میں منکر اور حیاء سے کیا مراد ہے؟

(iv اسلام کی اخلاقی تربیت کا اہم مقصد کیا ہے؟

(v دینِ اسلام کے اخلاق کیا ہیں؟

2۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں عفت وحیاء پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

3۔ اللہ تعالیٰ سے کما حقہ حیاء کس طرح ممکن ہے؟ حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔

4۔ حیاء کی صفت کو تقویت دینے کے لئے سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا ہے؟

5۔ خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) اِذَا لَمْ تستحیی .... ماشئتَ۔

(ب) حیاء اور بے حیائی دو.................. رویوں کا نام ہے۔

(ج) حیاء کے ذریعے نفس پر.................. کی تعلیم دی گئی ہے۔

(د) حیاء انسان کو.................. سے روکتی ہے۔

(ہ) حیاء کی صفت جتنی زیادہ ہوگی.................. اتنا ہی مستحکم ہوگا۔